شذرات

انسانی معاشرہ کی صحت کا مدار اس پر ہے کہ اس کے خارجی اور باطنی دونوں پہلوؤں میں یکساں ترقی اور مطابقت ہو۔ جہاں یہ توازن نہ رہا تو اس معاشرہ کے افراد یا تو باطنی زندگی کو یکسر بھلا کر مادی لذتوں میں منہمک ہو جائیں گے اور یہ وقتی غرض ہے جس پر وہ مست ہو کر زندگی کے باطنی قدروں سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں یا پھر وہ خارجی لذتوں کو چھوڑ کر انسانی معاشرہ سے الگ ہو کر دل کی دنیا میں ڈوب جاتے ہیں اور انہیں دنیا کی کسی چیز کے متعلق ہوش نہیں رہتی اور یہ رہبانیت ہے جس کے متعلق صاف اور واضح ارشاد موجود ہے کہ لا رهبانية في الاسلام یعنی اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ جب کسی معاشرہ اور سماج کے افراد اس بدنظمی کو پہنچ جاتے ہیں تو گویا ان کی زندگی کے دن ختم ہو گئے۔

اسلامی تہذیب کے دور اول کی یہ خصوصیت تھی کہ ان میں زندگی کے ان دونوں پہلوؤں میں ہم آہنگی اور جامعیت قائم کرنے کی کوشش جاری رہتی تھی۔ ان کے دور میں مذہب کا جو تصور پیش کیا جاتا تھا اس میں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی سمائی ہوئی تھی۔ دنیا کی بھلائی کے لئے ایک اجتماعی نظام پیش کیا جاتا جس کے دو بنیاد تھے: معاشی اور سیاسی۔ معاشی اساس کی جھلک قرآن حکیم کے اس جملہ سے دیکھی جا سکتی ہے؛ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وفی اموالهم حق للسائل والمحروم یعنی دولت مندوں کے مال میں سائلوں اور محتاجوں کا حق ہے، حق کے لفظ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مالدار لوگ قانوناً مجبور ہیں کہ اپنے غریب بھائیوں کی کفالت کریں اور ان کو بھوکا اور مفلوک الحال رہنے نہ دیں، سیاسی اساس کی نشاندہی "وامرهم شوریٰ بینهم" یعنی حکومت افراد کے مشورہ سے ہو، آخرت کی بھلائی کے لئے انسان کی باطنی زندگی کا صحیح خیال رکھا گیا، شاہ صاحب کے فلسفہ کے خیال سے انسان کی باطنی زندگی اس کی نفسی زندگی ہے اور انسانی نفس اس کے

جذبات، اس کی عقل اور اس کے عزم و ارادے سے عبارت ہے جذبات کی اصلاح کے لئے خدا اور اس کی مخلوق سے محبت کرنا ضروری قرار دیا گیا، اسلام میں عقل کی ترقی کے لئے تدبر اور فکر کا حکم دیا گیا اور انسانی نفس کی تیسری چیز عزم و ارادہ کی تقویت کے لئے ایمان اور عمل خیر پر زور دیا گیا، لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلامی تہذیب میں اس کا بھی خیال رکھا گیا کہ باطنی زندگی کے یہ اعمال محض فرد کی ذاتی زندگی تک محدود نہ رہ جائیں۔ چنانچہ دوسری چیزوں کو چھوڑ کر اگر ہم محض عبادت کو دیکھیں جو بالکل شخصی اور داخلی حیثیت رکھتی ہے اور اس کا اصلی مقصد فرد اور اس کے خالق کے درمیان تعلق قلبی پیدا کرنا ہوتا ہے اسلام نے اس کو بھی اجتماعی شکل دینے کی کوشش کی۔

خلافت راشدہ کو اگر دیکھا جائے تو اس کا قیام اسلام کی اسی خارجی اور باطنی زندگی میں ہم آہنگی پر ہوا تھا۔ یہ زمانہ بہت مختصر رہا لیکن اس کے بعد بھی اسلامی تہذیب ایک بڑے عرصہ تک اس خصوصیت کو کسی نہ کسی شکل میں محفوظ رکھتی آئی۔ اسلامی حکومت کے دائرہ کی وسعت کی وجہ سے آگے چل کر خلافت راشدہ والی صورت زیادہ دیر نہ رہ سکی، کیونکہ خلافت راشدہ میں اسلامی زندگی کا ایک ہمہ گیر مرکزی نظام تھا جو مسلمانوں کی جملہ زندگی معاشی، سیاسی، روحانی الغرض تمام شعبوں کا کفیل تھا۔ خلیفہ کی شخصیت ایک جامع شخصیت تھی ایک ہی وقت وہ صدر مملکت بھی تھے اور مقدمات کے فیصلے بھی کرتے، افتا کا کام بھی کرتے، لوگوں کے اخلاق و اعمال کی نگرانی بھی اسی کے ذمہ تھی اور مسجد میں امامت کے فرائض بھی وہی انجام دیتے اور حج کے زمانہ میں امیر حج بھی وہی ہوتے یہ صورت زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ کیونکہ ایسے جامع صفات اشخاص کا ملنا مشکل ہو گیا، یہ تو حضور اکرم کی صحبت اور تربیت کا اثر تھا کہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے اور دوسرے اسلامی سلطنت کے دائرہ کی وسعت کی وجہ سے تقسیم عمل لازمی ہو گیا۔ آگے چل کر پہلے جو کام ایک ہی مرکزی نظام کے تحت چلتے تھے اب وہ کام دو جماعتیں کرنے لگیں حکمران طبقہ نے سلطنت کے انتظام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور علماء اور ارباب تزکیہ و اصلاح نے مسلمانوں کو انفرادی اور جماعتی زندگی کی علمی اور روحانی تربیت کا کام سنبھال لیا اس دور میں ان دو جماعتوں میں اتنا بعد نہ تھا جتنا کہ بتایا جاتا ہے۔ البتہ جب اسلامی تہذیب کا تیسرا دور آیا اور فتنہ و فساد بہت زیادہ بڑھ گیا تو اسلامی تہذیب کی حفاظت کا بوجھ صوفیائے کرام نے اپنے کندھوں پر لے لیا اور بنو امیہ

س کے ابتدائی خلفاء کے بعد کا دور ہے، علماء بھی اسے اپنی بساط کے مطابق اس سلسلہ میں
تے رہے۔ برصغیر میں حکمران طبقہ بھی اولیاء کی نصیحتوں پر کان دھرتے۔ اب بھی ضرورت ہے کہ
ی تہذیب کے دونوں پہلوؤں خارجی اور باطنی کو ترقی دلوائی جائے اور ان دونوں میں ہم آہنگی
ی جائے تب جا کر ہم مادی نظام کی قوت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ عمل کا دور ہے قربانی اور ایثار کا
ہے، خالی نعروں سے کچھ نہ بنے گا شاہ ولی اللہ صاحب کے بتائے ہوئے اسلام کی سیاسی اور معاشی
ں پر عمل پیرا ہو کر ہم اسلامی معاشرہ اور ملت کو لادینیت کی بڑھتی ہوئی یلغار سے بچا سکتے ہیں آئیے
اختلافات اور نزاعوں کو چھوڑ کر اسلام کے لئے متحد اور ایک ہو جائیں اسی میں ہماری ملی بقا کا راز
رہے۔